عیدِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

منانے کی

شرعی حیثیت

مؤلف

سید محمد سعید الحسن شاہ

ناشر

نور الہدیٰ فاؤنڈیشن

انٹرنیشنل (رجسٹرڈ)

گلشن سعید شیخوپورہ روڈ

مانانوالہ فیصل آباد

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے بارہ نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارہ نور کا

باغِ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

منانے کی

شرعی حیثیت

مؤلف

سید محمد سعید الحسن شاہ

نور الہدیٰ فاؤنڈیشن
انٹرنیشنل (رجسٹرڈ)

گلشن سعید شیخوپورہ روڈ
مانانوالہ فیصل آباد

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

نام کتاب............ عید میلاد النبی منانے کی شرعی حیثیت

مولف............سید محمد سعید الحسن شاہ عفی عنہ

تزئین............محمد افضال سعیدی

اشاعت اول............ 2013ء

کمپوزنگ............ ایم خالد اقبال

ٹائٹل ڈیزائن............ ڈیزائن سٹوڈیو

مطبع............ حزب الاسلام پرنٹر

تعداد............ 1100

ہدیہ............ 40روپے

ناشر............ نورالہدیٰ فاؤنڈیشن (انٹرنیشنل رجسٹرڈ)
گلشن سعید مانانوالہ فیصل آباد

ملنے کے پتے

مرکزی دفتر: نورالہدیٰ فاؤنڈیشن گلشن سعید مانانوالہ فیصل آباد

الحسن بک سنٹر: امین پور بازار رسول پلازہ کوتوالی روڈ فیصل آباد

مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد

مکتبہ السعید نزد جامع مسجد غوثیہ رضویہ چوک نشاط آباد فیصل آباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سید الْمُرْسَلِین و

علیٰ آلہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اجمعین۔ امابعد!

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی قدر ہے۔

لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ ۝

(سورۃ ابراہیم آیۃ مبارکہ ۷)

ترجمہ: اگر تم میرا شکر کرو گے تو میں تمہیں (عطا کی جانے والی نعمتوں میں) اضافہ فرما دوں گا اور اگر تم انکار (یعنی کفرانِ نعمت) کرو گے تو بے شک میرا عذاب بہت زبردست ہے۔"

شکر کا لفظی معنی:

شکر کے لفظی معنی قدردانی کے ہیں یعنی کسی کی عطا کردہ شے کی قدر کی جائے اور دل و جان سے اسے محبوب جانا جائے۔ "معطی" (عطا کرنے والے) کی عطا کردہ شے کو وصول کرنے والا (سائل) جس قدر زیادہ احترام سے وصول کرے گا اور اس کو اعلیٰ مقام دے گا اسی قدر وہ معطی کا شکر ادا کرنے والا ہوگا۔ اس بات کو ایک سادہ سی مثال سے سمجھئے۔

مثلاً آپ نے اپنے کسی دوست کو تحفہ میں قلم عطا فرمایا۔ لینے والے نے بڑی بے دلی کے ساتھ وصول کیا اور اس کا رویہ دیکھ کر آپ نے اندازہ لگا لیا کہ

اسے قلم ملنے پر خوشی نہیں ہوئی یا اس نے وصول تو خوشی خوشی کیا مگر اس نے قلم میں نقص تلاش کرنے شروع کر دیئے اس کے عیب گنوانے شروع کر دیئے مثلاً اس کا رنگ اچھا نہیں اس کی نب اچھی نہیں وغیرہ وغیرہ تو یقیناً ان دونوں صورتوں کو کبھی بھی قدر دانی یا شکر کا نام نہیں دیا جا سکتا لیکن اگر قلم وصول کرنے والے نے نہایت محبت اور احترام کے ساتھ قلم وصول کیا اور چوم کر آنکھوں سے لگایا اور اس کی صفات کے قصیدے پڑھنے شروع کر دیئے تو بالیقین اس کا یہ طرزِ عمل قدر دانی اور شکر کہلائے گا۔

اس مثال کو اچھی طرح ذہن نشین کرنے کے بعد آیئے اللہ تعالیٰ کے اس ارشادِ ذی شان کی طرف کہ

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا ○ (3/164)

ترجمہ: کہ بلاشک وشبہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر احسانِ عظیم فرمایا کہ ان میں اپنا رسول مبعوث فرما دیا۔ (سورۃ آل عمران 164)

اب اگر آمدِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خوشی نہ منائی جائے یا ان کی ذات میں عیب اور نقص تلاش کرنے کی ناکام کوشش کی جائے یا میلاد منانے کو بدعت قرار دیا جائے تو یہ عمل کسی طور پر شکر ادا کرنے کے زمرہ میں نہیں آتا بلکہ اسے ناشکری اور کفرانِ نعمت کہا جائے گا جس کا نتیجہ معطی (یعنی عطا فرمانے والے) ربّ کائنات کی ناراضگی کی صورت میں نکلنا ضروری ہے۔

اس سے پہلے کہ میلاد شریف کی شرعی حیثیت کو بیان کیا جائے یہ جاننا ضروری ہے کہ بدعت کہتے کسے ہیں؟

کیونکہ کچھ مخصوص مکاتب فکر والے اس اصطلاح (بدعت) کو اس قدر

استعمال کرتے ہیں کہ بلاتحقیق ایمان والوں پر بدعتی ہونے کا الزام لگا دیتے ہیں بلکہ رویوں میں شدت کی وجہ سے بات کفر و شرک کے فتوؤں تک جا پہنچی ہے۔ نتیجتاً طرح طرح کی کشیدگیاں جنم لیتی ہیں کہ جن کا ایک مثالی معاشرہ ہرگز متحمل نہیں ہوسکتا۔

بدعت کے لغوی و شرعی معنی اور مفہوم:

علماء کرام نے بدعت کی جو وضاحت و تشریح کی ہے اس کو پیش نظر رکھا جائے تو اس بارے میں انسانی ذہن الجھنوں کا شکار ہونے سے محفوظ رہتا ہے اور حقیقت روزِ روشن کی طرح یں ہو جاتی ہے۔

بدعت کے لغوی معنی ہیں نئی چیز، جیسا کہ قرآنِ مجید میں ارشادِ ذیشان ہے۔

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ۔(46/9)

ترجمہ: ''فرما دو کہ میں نیا رسول نہیں ہوں۔'' (سورۃ الاحقاف آیت ۹)

ایک دوسری جگہ ارشادِ ذی شان ہے۔

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔(2/117)

ترجمہ: ''آسمانوں اور زمینوں کا ایجاد کرنے والا ہے۔'' (البقرہ آیت 117)

پھر ایک اور جگہ فرمایا۔

وَرَهْبَانِيَّةَ ۨ ابْتَدَعُوْا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ۔(الحدید 27/57)

ترجمہ: ''اور رہبانیت کہ اس کی انہوں نے ابتداء کی جبکہ ہم نے اُن پر اُسے فرض نہ فرمایا تھا۔'' (سورۃ الحدید آیت 27)

ان آیات مبارکہ میں بدعت لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے یعنی ایجاد کرنا، نیا بنانا وغیرہ ''مرقاۃ شرح مشکوٰۃ'' باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں ہے۔

قال النووی البدعۃ کل شیءٍ عمل علی غیر مثال سبق۔

امام نووی فرماتے ہیں بدعت وہ کام ہے جو بغیر گزری مثال کے کیا جائے۔
یعنی جس کام کی مثال پہلے سے موجود نہ ہو اسے شروع کرنا بدعت کہلاتا ہے۔

اس بات کو مزید آسان لفظوں میں یوں سمجھیں کہ بدعت کے شرعی معنی ہیں وہ عقائد یا وہ اعمال جو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ حیات ظاہری میں نہ ہوں بعد میں ایجاد ہوئے۔ اس لحاظ سے بدعت شرعی دو طرح کی ہوئی۔

(1) بدعت اعتقادی۔ (2) بدعت عملی۔

1۔ بدعت اعتقادی:

ان بُرے عقائد کو کہتے ہیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اسلام میں ایجاد ہوئے یہ بدعت سیئہ میں شمار ہوتی ہے۔

بدعت عملی:

ہر وہ کام جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری زمانہ پاک کے بعد ایجاد ہو خواہ وہ دنیاوی ہو یا دینی، خواہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے زمانہ میں ہو یا اس کے بعد۔
اس کی دو اقسام ہیں۔

(1) بدعت حسنہ (اچھا کام) (2) بدعت سیئہ (بُرا کام)

پھر بدعت حسنہ کی تین اقسام ہیں۔

(1)...... بدعت جائز۔

(2)...... بدعت مستحب۔

(3)...... بدعت واجب۔

پہچان کا طریقہ کار اور وضاحت:

بدعت کی ان اقسام کو سمجھنے کا طریقہ کار یہ ہوگا کہ بدعت کو شرع کے قاعدوں پر پیش کیا جائے پس جس حکم میں یہ داخل ہو وہی اس کا حکم ہو نہ کہ سبھی کچھ حرام قرار دے دیا جائے۔اس کی وضاحت کچھ اس طرح سے ہے۔

بدعت جائز: ہر وہ نیا کام جو شریعت میں منع نہ ہو اور بغیر کسی نیت کے کیا جائے جیسے اچھا لباس زیب تن کرنا، کھانے پینے میں وسعت اور فراخی، آٹا چھان کر استعمال کرنا اگر چہ عہدِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ان چھنے آٹے کی روٹی استعمال کی جاتی تھی جیسا کہ شیخ محمد زکریا کاندھلوی نے شرح شمائل میں نقل کیا ہے کہ آٹا چھان کر استعمال کرنا مسلمانوں میں رواج پانے والی سب سے پہلی بدعت ہے۔

(شرح شمائل ترمذی ص 148 مطبوعہ مکتب رحمانیہ اردو بازار لاہور)

بدعت مستحب: وہ کام جو شریعت میں منع نہ ہو اور اس کو عام مسلمان کار ثواب جانتے ہوں یا کوئی اس کو نیت خیر سے کرے جیسے حصول علم و تبلیغ دین کے لیے مدارس کا قیام، اصلاحی و رفاہی کام مثلاً مساجد کے محراب و مینار، اسی طرح مساجد میں کارپٹ بچھانا، پنکھوں یا اے۔سی کا انتظام کروانا، وضو خانوں اور طہارت خانوں کا بنانا، مساجد کو پختہ بنانا، قرآن کریم پر اعراب لگانا، پریس پر قرآن پاک چھاپنا اشتہار شائع کر کے سیرت کانفرنس یا محفل میلاد کروانا اسی طرح دیگر بہت سے دینی و رفاعی کام بدعات مستحبہ ہیں۔یعنی ان کا کرنا ثواب ہے۔

بدعت واجب: وہ کام جو منع نہ ہو اور اس کے چھوڑنے سے دین میں حرج ہو۔جیسے علوم صرف ونحو، علم الکلام، منطق، فلسفہ، اصول وادب وغیرہ تا کہ قرآن وسنت کو سمجھا جاسکے اسی طرح علم اسماء الرجال احادیث مبارکہ کو صحیح، ضعیف، حسن وغیرہ قرار دینے

کے اصول وقواعد کی ایجاد یہ سب اُس زمانہ میں نہیں تھا بعد کی ایجاد ہے اور یہ بدعت واجب ہے۔ یاد رہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جب قرآنِ کریم کا ترجمہ فارسی زبان میں کر دیا تو آپ پر بھی بدعت کے فتوے لگے تھے کہ اس نے قرآنِ کریم کو فارسی زبان میں کر دیا۔ ترجمے کا تعلق بھی دین سے ہے اور اب سارے مسلکوں والے کرتے ہیں۔ گویا عربی کے سوا دوسری زبان میں ترجمۃ القرآن بھی بدعت ہے۔

بدعت سَیہ کی اقسام

بدعت مکروہ: ہر وہ کام کہ جس میں اسراف ہو مثلاً مساجد و مصاحف کی غیر ضروری زیب وآرائش کرنا، مہنگے فانوس، سونے کا پانی چڑھانا، قیمتی پتھر لگوانا وغیرہ وغیرہ۔

بدعت حرام: ایسا کام جو صراحۃً کتاب وسنت کے خلاف ہو یعنی جس کے اپنانے سے سنت ختم ہو جائے مثلاً ساری داڑھی منڈوانا صرف ٹھوڑی پر رکھنا باقی منڈوا دینا وغیرہ ایسے اعمال حرا ر گمراہی ہیں۔

اس وضاحت سے پتہ چلا کہ حدیثِ مبارکہ میں جو یہ حکم ہے کہ ''بدعت گمراہی ہے اور گمراہی دوزخ میں ہے۔''

یہ حکم حرام بدعت پر ہے نہ کہ دیگر اقسام بدعت پر اس لیے ہر نئی چیز کو بدعت کہنے والے اس حدیثِ مبارکہ کو بھی مدنظر رکھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهٗ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَیِّئَةً كَانَ عَلَیْهِ وِزْرُهَا وَ

وِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِھِمْ شَیْءٌ۔

(صحیح مسلم کتاب الزکوۃ رقم الحدیث 2351 وکتاب العلم رقم الحدیث 6800)

جس نے اسلام میں کسی نیک کام کی ابتدا کی اور اس کے بعد اس پر عمل کیا گیا تو جتنے لوگ بھی اس (نیک کام) پر عمل کریں گے ان کا ثواب اس نیک کام شروع کرنے والے کے نامہ اعمال میں بھی لکھا جاتا رہے گا اور عمل کرنے والوں کے اپنے ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ اور اسی طرح جس نے اسلام میں کسی بُرے کام کی ابتداء کی اور بعد میں اس پر عمل کیا گیا تو جتنے لوگ اس برے کام پر عمل کریں گے ان سب کا گناہ اس (ابتداء کرنے والے) کے نامہ اعمال میں بھی لکھا جائے گا۔ اور اس بُرے طریقے کے اپنانے والوں کے اپنے گناہوں میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔

(صحیح مسلم، رقم الحدیث 6800,2351)

یہاں ایک اور بات قابل غور ہے۔ بعض حضرات کہہ دیتے ہیں کہ برے کام کو بدعت کہو جبکہ اچھے کام کو سنت حسنہ کہہ دو حالانکہ الفاظِ حدیث ملاحظہ ہوں۔ اس میں سنت حسنہ اور سنت سیّہ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں پتہ چلا کہ ہر لفظ سنت صحیح نہیں یہ بھی بری اور اچھی ہے اسی طرح بدعت بھی بری اور اچھی ہے۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ہر نئی چیز گمراہی نہیں اسی طرح اگر بدعت سے صرف یہی مراد لیا جائے کہ ہر وہ عمل جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات مبارکہ میں نہ تھا اور نہ ہی عہد خلافت راشدہ میں تھا بلکہ بعد میں رائج ہوا وہ بدعت ہے اور وہ بھی بدعت حرام کہ جس پر عمل کرنے والا گمراہ ہے تو آپ ہی سوچئے پھر جہنمی ہونے سے کون محفوظ رہا۔ (معاذ اللہ تعالیٰ)

اگر صرف اسی تناظر میں سوچا جائے تو زندگی بسر کرنا ہی ممکن دکھائی نہیں دیتا

کیونکہ بدعت کے فقط اسی معنی ومفہوم کے مطابق تو پھر علم کی روشنی کو پھیلانے والے بڑے بڑے تعلیمی ادارے،قال اللّٰہ وقال الرسول کی صدائیں بلند کرنے کے لیے بنائی جانے والی عظیم الشان مساجد اوران کے فلک بوس مینار،مزین منبرومحراب، دینی مدارس سمیت دیگر جامعات میں موجودہ طرزِ تدریس یہ سب تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک دور میں اس انداز سے نہ تھا۔

حتیٰ کہ قرانِ کریم پر اعراب بھی بعد کے دور میں لگائے گئے تو اب کیا تمام افعال وانداز کو بدعت کہہ کر چھوڑ دیا جائے گا؟

اسی طرح مسلمانوں کے بچوں کو ایمان مجمل اور ایمان مفصل یاد کروایا جاتا ہے،کلموں کی تعداد (چھ کلمے) ترکیب اور ناموں کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں جو کہ بدعت ہے کیا پھر اس عمل کو چھوڑ دیا جائے گا؟

اگر ہر وہ کام جو عہدِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں نہیں تھا اور اب ہے یہ بدعت ہے تو پھر خود کو قاطع بدعت کہلوانے والوں کے بڑے بڑے عہدوں اور مراعات کا کیا بنے گا؟

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو پوری زندگی تہمند شریفہ زیب تن فرمایا۔ شلوار قمیص اور شیروانی وغیرہ زیب تن نہ فرمائی تو کیا اس لباس کو بدعت قرار دے کر ترک کر دیا جائے گا؟

اسی طرح اگر ہر نئی چیز ہی بدعت ہے تو پھر اسلامی حکومتوں کو اپنی افواج سے تمام تر جدید اسلحہ واپس لے کر انہیں تیر وتلوار کے ساتھ لیس کر کے اپنی سرحدوں کی حفاظت پر تعین کیا جانا چاہیے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام نے یہ اسلحہ استعمال ہی نہیں کیا۔

اعتراض: اگر آپ اس بارے میں یہ فرماتے ہیں کہ یہ تو وقت کا تقاضا ہے اور ضروریات دنیا ہیں جبکہ بدعت تو دین میں کسی نئی چیز کا اضافہ کرنا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور خلفائے راشدین کے دور میں نہ تھی۔

جواب: تو پھر آپ ہی فرمائیے۔ کہ کیا علم حاصل کرنا دین سے باہر ہے؟ کیا دورِ جدید کی ائیر کنڈیشن اور کارپیٹڈ مساجد دین سے باہر ہیں؟ کیا جہاد کے لیے جدید ترین طیارے، ٹینک، میزائل اور ایٹمی ٹیکنالوجی دین سے باہر ہے؟ کس قدر عجب بات ہے کہ یہ سب کچھ تو جائز وحلال کہلوائے اور میرے آقا و مولیٰ، شفیع معظم رحمتِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے یوم ولادتِ باسعادت کے موقع پر ایمان والوں کا خوشی و مسرت کا اظہار کرنا اور شریعتِ مطہرہ کی حدود میں رہتے ہوئے جشنِ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم منایا جانا شرک و بدعت کہلوائے۔ (معاذ اللہ تعالیٰ) کس قدر حیرانی کی بات ہے کہ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم منانے کو بدعت کہنے والے مطالبہ کر رہے ہیں کہ خلفاء راشدین کے دن حکومتی سطح پر منائے جائیں اور شانِ رسالت مآب میں گستاخی کرنے والوں کے جواب میں اور شان رسالت کی عظمت کے اظہار میں جلوس بھی نکالے گئے اور کُلُّنَا فِدَاءُکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کے نعرے بھی لگے۔ اگر سب جائز ہے تو اس کو بدعت کہنے کی بجائے جلوس میں شامل غلط باتوں کو رد کریں اور سختی سے منع کر دیں۔ لیکن شانِ رسالت مآب کے اظہار کیلئے نکالے گئے جلوس کو بدعت تو نہ کہیں۔ ورنہ یہ سب ریلیاں اور سب جلوس بدعت ہونگے۔ جو ہر مسلک والے نکالتے ہیں۔

یومِ میلاد النبی منانا عین عبادت ہے:

اہل ایمان والوں کا 12 ربیع الاوّل کو بالخصوص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہٖ وسلم کا یومِ ولادت باسعادت تزک احتشام سے منانا اور ذکرِ میلاد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشادِ ذی شان کے تحت ہی ہے کہ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ۔ ''اور یاد دلاؤ ان کو اللہ کے دن'' (سورۃ ابراہیم آیت نمبر 5)

تفسیر ابن عباس، ابن جریر، مدارک وخازن وغیرہا میں ہے کہ ان دنوں سے مراد وہ دن ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر انعامات واحسانات فرمائے آیئے قرآن وحدیث سے اس بارہ میں مزید راہنمائی لیتے ہیں۔

☆......اللہ رب العزت کا اپنی لاریب کتاب قرآن مجید میں فرقانِ حمید میں ارشاد ہے۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۔ (المائدہ آیت نمبر 3)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا۔'' (5/3)

اس آیہ مبارکہ کے بارہ میں کتب تفاسیر میں کچھ یوں درج ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک یہودی آیا اور اس نے کہا اے امیر المومنین آپ کی کتاب میں ایک آیت ہے اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوئی ہوتی تو ہم اُس آیت کے نازل ہونے کے دن کو عید مناتے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کون سی آیت، اس نے یہی آیت اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ پڑھی آپ نے فرمایا میں اس دن کو جانتا ہوں جس میں یہ نازل ہوئی تھی اور اس کے مقام نزول کو بھی پہچانتا ہوں وہ مقام عرفات کا تھا اور دن جمعہ کا۔ آپ کی مراد اس سے یہ تھی کہ ہمارے لیے وہ دن عید ہے۔

ترمذی شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔

آپ سے بھی ایک یہودی نے ایسا ہی کہا آپ نے فرمایا کہ جس روز یہ نازل ہوئیں اس دن دو عیدیں تھیں جمعہ وعرفہ۔

(تفسیر خزائن العرفان بحوالہ بخاری ملاحظہ ہو صحیح بخاری رقم الحدیث 4606 ترمذی رقم حدیث 3044)

اس سے آگے صاحب تفسیر خزائن العرفان نقل فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ کسی دینی کامیابی کے دن کو خوشی کا دن منانا جائز اور صحابہ سے ثابت ہے ورنہ حضرت عمر اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم صاف فرما دیتے کہ جس دن کوئی خوشی کا واقعہ ہو اس کی یادگار قائم کرنا اور اس روز کو منانا ہم بدعت جانتے ہیں۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا بلکہ ثابت یہ کیا کہ تم تو سال میں ایک دن مناتے ہو ہم تو ہر ساتویں دن جمعہ (عید) مناتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ عید میلاد منانا جائز ہے کیونکہ وہ اعظم نعم الٰہیہ کی یادگار و شکر گزاری ہے۔ اور اس دن کو عید کہنا بھی جائز ہے جیسا کہ احادیث مبارکہ میں جمعہ کے دن کو بھی عید کا دن کہا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

جمعۃ المبارک کی اہمیت سے کوئی بھی صاحب ایمان انکار نہیں کر سکتا۔ اس میں شک نہیں کہ دن سارے اللہ تعالیٰ کے ہیں پھر جمعۃ المبارک اس قدر اہم کیوں؟ آیئے عظیم ذخیرہ احادیث نبویہ میں سے چند ایک موتی چنتے ہیں اور سنتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اُس صاف وشفاف چشمہ سے فیض یاب ہوتے ہیں کہ جس کی عظمت کا انکار کرنا اپنے آپ کو جہنم کے گڑھے میں پھینکنے کے مترادف ہے۔

میلادِ آدم علیہ السلام کا دن:

حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اس میں شک نہیں کہ جمعہ کا دن باقی دنوں کا سردار ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بہت ہی عظمتوں والا دن ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے

نزدیک عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر سے بھی بڑا دن ہے۔(اور اس کی عظمت کا سبب یہ ہے کہ) اس میں پانچ باتیں ہیں۔

(۱) یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔(۲) یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اسی دن زمین پر اتارا۔(۳) اور اسی دن اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو فوت کیا۔(۴) اور اس میں ایک ایسی ساعت ہے کہ بندہ اس گھڑی اللہ تبارک وتعالیٰ سے جو بھی مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے عطا فرما دیتا ہے۔جب تک وہ حرام کا سوال نہ کرے۔(۵) اسی دن قیامت قائم ہوگی۔اسی لئے زمین و آسمان کا کوئی بھی مقرب فرشتہ ایسا نہیں جو اس دن (اللہ تعالیٰ کے خوف) سے ڈرتا نہیں اور نہ ہی زمین، نہ آسمان، نہ ہوا، نہ پہاڑ، نہ دریا (غرض کوئی بھی ایسا نہیں مگر یہ سب کے سب) اس دن سے ڈرتے ہیں۔

(سنن ابن ماجہ باب اقامۃ الصلوات والسنہ جلد۲ص۸ رقم الحدیث 1084 ومسند امام احمد رقم الحدیث 284/5 عن سعد بن عبادہ)

فائدہ: اس حدیث مبارکہ سے چند ایک مسائل معلوم ہوتے کہ

(۱)...... جمعہ سید الایام یعنی دنوں کا سردار دن ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے حضور عیدین سے بھی بڑا دن ہے۔

(۲)......اس کی عظمت کی پہلی دلیل یہ ہے کہ یہ میلاد آدم علیہ السلام کا دن ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ زمین کو آباد کرنے اور تیسری دلیل یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کی رحلت مبارکہ بھی اُسی دن ہے مگر غم نہیں منایا جاتا یہ بالکل اسی طرح کہ مشہور روایات کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یوم میلاد بھی بارہ ربیع الاوّل ہے اور یوم وصال بھی بارہ ربیع الاوّل ہے۔پھر اگر میلاد آدم علیہ السلام کا دن کو عیدالفطر اور

عیدالاضحیٰ سے بڑا ہے تو اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے یوم میلاد کو عیدوں کی عید کہہ دے تو غلط نہ ہوگا۔ اگر اس کو جائز طریقہ سے منایا جائے تو غلط نہ ہوگا جس طرح کہ قبل ازیں گذر چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود بھی پیر کے دن کا روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم بھی ارشاد فرمایا اور اس روزہ کا سبب یہ بتایا کہ پیر کے دن میں پیدا ہوا ہوں۔ یعنی میرے میلاد کا دن ہے۔ اس لئے اسے جائز طریقہ سے مناؤ۔ (پوری حدیث صفحہ نمبر 33 پر ملاحظہ ہو)

(۳)...... میلاد آدم علیہ السلام کے دن کی یہ عظمت ہے کہ اس دن ایک خاص ساعت بھی ہے (یہ دعویٰ نہیں کیا جاسکتا کہ وہ میلادِ آدم علیہ السلام کی ساعت یا کوئی اور واللہ تعالیٰ اعلم) اس ساعت میں اللہ تعالیٰ سے جو بھی جائز وحلال مانگا جائے وہ کریم عطا فرماتا ہے۔ دعا کورد نہیں کیا جاتا۔

(۴)...... اللہ تعالیٰ کے حضور اس دن کو اس قدر اہمیت حاصل ہے کہ قیامت بھی اسی دن قائم ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے اس دن کو اس قدر شہرت دی ہے کہ زمین وآسمان اور اُس کی مخلوق اس دن سے ڈرتے ہیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

اس دن کا نام یوم الجمعہ کیوں ہے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا گیا کہ فرمائیے وہ کیا سبب ہے کہ اس دن کا نام ''جمعہ'' رکھا گیا؟ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اس لئے کہ اس دن تیرے باپ آدم علیہ السلام کی مٹی خمیر کی گئی (یعنی اسے جمع فرما کر گوندھا گیا) اسی دن نفخہ ہوگا مرنے کا اور زندہ ہونے، اسی دن (مجرموں کی) شدید گرفت کی جائے گی۔ اس کی آخری ساعتوں میں ایک ساعت ہے کہ اُس میں اللہ تعالیٰ سے جو بھی دعا

کی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔(مسند امام احمد حدیث رقم311/2)

فائدہ: معلوم ہوا کہ جمعہ کا نام جمعہ رکھا ہی اس لئے گیا کہ اس دن حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی کو جمع کر کے خمیر کیا گیا۔یعنی یہ دن منسوب ہی میلادِ آدم علیہ السلام سے ہے جو ہر آٹھویں دن اسی نام سے منایا جاتا ہے۔اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر نبی علیہ السلام کی طرف منسوب کر کے کسی دن کا خاص نام رکھنا جیسے عید میلاد النبی ناجائز ہوتا تو اللہ تعالیٰ جمعۃ المبارک کا نام ''یوم الجمعہ'' نہ رکھتا۔(واللہ تعالیٰ اعلم)

بہترین دن:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔بہترین دن جس میں سورج نکلا۔جمعہ کا دن ہے اس دن آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا۔اسی دن ان کو جنت میں داخل کیا گیا۔(دوسری روایت میں ہے کہ) اسی دن اُن کی توبہ قبول ہوئی۔اسی دن اُن کی رحلتِ مبارکہ ہوئی۔

(صحیح مسلم حدیث رقم18-854،سنن ترمذی حدیث رقم486،سنن ابوداؤد حدیث رقم1046، سنن نسائی حدیث رقم1430،موطا امام مالک کتاب الجمعہ حدیث رقم16)

بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری کا دن:

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔تمہارے دنوں میں سب سے افضل دن یوم الجمعہ ہے اس لئے کہ اس دن حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اور اسی دن اُن کی روح مبارکہ قبض کی گئی۔اسی دن صور پھونکا جائے گا۔اسی دن صَعقَہ (قیامت کا نفخہ) ہوگا۔ اس دن مجھ پر بہت زیادہ درود بھیجو(فَاَکثِرو اعلیَّ مِنَ الصَّلٰوۃِ فیہ فَاِنَّ صَلٰوتکُم

مَعْرُوْضَةٌ عَلَیَّ)اس لئے کہ اس دن (خصوصیت کے ساتھ) تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم رحلت کے بعد ہمارا درود آپ پر کس طرح پیش کیا جائے گا جبکہ آپ کی ہڈیاں پرانی ہو چکی ہونگی صحابہ کرام نے اَرِمْتَ سے مراد بلیت لیا تھا (یعنی فوت ہونے کے بعد گوشت پوست تو گل سڑ جاتا ہے) اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ'' بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھانا حرام فرما دیا ہے۔ (یعنی انبیاء علیہم السلام کے مبارک جسموں کو مٹی یا کیڑے نہیں کھا سکتے اُن کے جسم سلامت رہتے ہیں۔)

(سنن ابوداؤد، حدیث رقم 1048، سنن نسائی حدیث رقم 1374، سنن ابن ماجہ حدیث رقم 1374، سنن دارمی حدیث رقم 1572، مسند امام احمد 8/4)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ ''جمعہ کے دن مجھ پر بہت زیادہ درود شریف بھیجا کرو اس لئے کہ یہ دن حاضری کا دن ہے اس دن فرشتے بھی حاضر ہوتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ اس دن جو بھی کوئی مجھ پر درود شریف بھیجتا ہے وہ مجھ پر پیش کیا جاتا ہے یہاں تک کہ درود شریف پڑھنے والا پڑھ کر فارغ ہو جاتا ہے۔ (راوی کہتے ہیں کہ) میں نے عرض کیا (یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کیا آپ کی وفات کے بعد بھی (درود شریف) عرض کیا جاتا رہے گا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا یہ بات شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرما دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے مبارک جسموں کو کھائے فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُّرْزَقُ اس لئے اللہ تعالیٰ کے نبی زندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ اُن کو رزق عطا فرماتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ حدیث رقم 1637)

فائدہ: عظیم ذخیرہ احادیث مبارکہ سے رسالہ ہذا کے اختصار کے پیش نظر یہ چند ایک روایات مبارکہ نقل کی ہیں ان سے ثابت ہوا کہ جمعۃ المبارک کا نام یوم الجمعہ اور اس کی عظمت کا سبب حضرت آدم کا یوم میلاد، اُن کا زمین پر تشریف لانا اور اُن کی توبہ کا قبول ہونا اور اُن کی رحلت مبارکہ ہے۔ سادہ لفظوں میں یوں کہئے کہ اس دن کو حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے نسبت کی وجہ سے عزت وعظمت ملی تو خود سوچیں جو آدم علیہ السلام کے بھی نبی کی ولادت کا دن ہے اُس کو عظمت کیوں نہ ملے گی اور اُس کو جائز طریقے سے منانا کیوں کر ثواب نہ ہوگا۔ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں عقل عطا فرمائے تو سمجھنا کچھ مشکل نہیں۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ میلاد آدم علیہ السلام کا دن منانے میں کیا اجر ہے۔

یوم الجمعہ (یوم میلاد آدم) کا اجر:

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور اپنی طاقت کے مطابق پاکیزگی حاصل کرے پھر اپنے گھر سے تیل یا خوشبو لگا کر جمعہ پڑھنے کے لئے نکلے اور دو آدمیوں میں علیحدگی کیئے بغیر (یعنی زبردستی گھسے بغیر) اس قدر نماز پڑھے جس قدر اُس کے مقدر میں لکھ دی گئی ہے ازاں بعد جب امام خطبہ دے تو یہ خاموشی کے ساتھ سنے تو اُس شخص کے وہ (سارے) گناہ بخش دیتے جاتے ہیں جو اس نے اس اور دوسرے جمعہ کے درمیان کیئے ہوتے ہیں۔

(صحیح بخاری رقم 883، سنن نسائی حدیث رقم 1403، سنن دارمی حدیث رقم 1541)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''جس نے غسل کیا پھر جمعہ کے لئے آیا اور نماز پڑھی جو اس کے مقدر میں تھی پھر خاموش رہا یہاں تک کہ امام اپنے خطبہ سے فارغ ہو گیا پھر امام کے

ساتھ نماز ادا کی تو اس کے دوسرے اور اس جمعہ کے درمیان ہونے والے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور مزید تین دن کے بھی۔ (صحیح مسلم حدیث رقم 27-857)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب جمعہ کا دن آتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں وہ اوّل آنے والے کو لکھتے ہیں۔ اوّل آنے والے کی مثال یوں ہے جیسے اس نے اونٹ قربانی کے لئے بھیجا پھر اس کے بعد آتا ہے گویا گائے قربانی کے لئے بھیجتا ہے اور جو اس کے بعد جیسے کہ دنبہ بھیجتا ہے پھر جو اس کے بعد آئے جیسے مرغی پھر انڈہ صدقہ کرتا ہے پھر جب امام نکلتا ہے (یعنی خطیب مسجد میں آ جاتا ہے) تو فرشتے اپنے دفتر لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سنتے ہیں۔

(صحیح بخاری حدیث رقم 929، صحیح مسلم حدیث رقم 850/24، ابوداؤد رقم حدیث 351، ترمذی رقم حدیث 499، نسائی حدیث رقم 1385 موطا مالک حدیث رقم 6 کتاب الجمعہ، مسند امام احمد 272/2)

☆...... حضرت عبید بن سباق سے مرسلاً اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ متصلاً مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے جمعہ کے دن ارشاد فرمایا۔ "یَا مَعْشَرَ الْمُسلمینَ اِنَّ هٰذَا یَوْمٌ جَعَلَهُ اللّٰهُ عِیْداً" اے مسلمانوں کی جماعت بے شک اللہ تعالیٰ نے ان دن کو تمہارے لئے عید بنا دیا ہے تمہیں چاہئے کہ اس دن غسل کرو جس کے پاس خوشبو ہو وہ خوشبو لگائے اور مسواک کو اپنے اوپر لازم کر لو۔

(ابن ماجہ حدیث رقم 1098-1097، موطا امام مالک کتاب الطہارۃ حدیث رقم 113)

فائدہ: ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جمعہ (یعنی میلادِ آدم کا دن) اللہ تعالیٰ نے عید قرار دیا ہے اس دن غسل کرنا، صاف ستھرا لباس پہننا، خوشبو لگانا، عبادت کرنا، نماز پڑھنا بہت بڑے ثواب اور اجر کا کام ہے۔ خود ہی سوچئے کہ پھر میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم کو عید کہنا کیوں ناجائز ٹھہرے گا اور جائز طریقہ سے منانا کیونکر گناہ ہوگا۔

یوم عید: قرآن کریم سورۃ المائدہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک واقعہ مذکور ہے کہ آپ کی قوم نے آپ سے عرض کیا کہ اے عیسیٰ علیہ السلام کیا ایسے ہوسکتا ہے کہ آپ کا رب آسمان سے ہمارے لئے ایک خوان نازل فرمائے تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈرو اگر تم ایمان والے ہو انہوں نے (یعنی حواریوں نے) عرض کیا ہم چاہتے ہیں کہ ہم اسے کھائیں اور ہمیں اطمینان قلب میسر آئے اور جان جائیں کہ آپ نے ہم سے سچ فرمایا ہے اور ہم (لوگوں کے سامنے) اس پر گواہی دے سکیں (اس پر) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا اے ہمارے پالنے والے ہم پر آسمان سے ایک خوان نازل فرما کہ وہ ہمارے لئے عید ہو اور ہمارے اگلوں پچھلوں کے لئے (بھی عید ہو) اور تیری طرف سے نشانی ہو اور ہم کو رزق عطا فرما اور تو بہترین رزق عطا فرمانے والا ہے۔ (ترجمہ آیات 112 تا 114 المائدہ)

قابل غور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے کھانا اُترنے والے دن کو یوم عید قرار دے رہے ہیں (یعنی ہر سال خوشی منانے کا دن) اور اللہ تعالیٰ اس کی تردید نہیں فرما رہا بلکہ قبول فرما رہا ہے۔ اب خود فیصلہ فرمایئے کہ اگر نزول طعام کا دن قرآن کریم کے مطابق یوم عید کہلا سکتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو نہ صرف نعمت ہیں بلکہ قاسمِ نعمت ہیں اُن کے یومِ ولادت کو عید میلاد کہنا کیونکر ناجائز ٹھہرے گا؟

اسی طرح حدیث مبارکہ میں بھی دن منانے کا ثبوت ملتا ہے چنانچہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو دیکھا کہ یہودی عاشورہ کے دن کا روزہ

رکھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارے اس دن کے روزہ کا کیا سبب ہے؟ انہوں نے کہا یہ عظیم دن ہے اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی قوم کو نجات دی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کر دیا اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بطور شکر نعمت روزہ رکھا اور ہم بھی روزہ رکھتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ہم تم سے زیادہ موسیٰ کلیم اللہ کے قریبی ہیں اور ہمارا تم سے زیادہ حق ہے پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خود بھی روزہ رکھا اور اس دن کے روزہ کا حکم بھی دیا۔ (صحیح مسلم 2554)

اسی طرح حج تو پورے کا پورا ہی محبوبانِ خُدا کی یاد منانے اور اُن کی اداؤں کو ادا کرنے کا نام ہے۔

جیسے احرام باندھنا سیدنا آدم علیہ السلام کی یاد میں، صفا و مروی کی سعی سیدہ ہاجرہ علیہا السلام کی یاد میں، جمرات کو کنکریاں مارنا حضرت سیدنا ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی یاد ہیں۔ اسی طرح طوافِ کعبہ اور حجر اسود کو چومنا بھی تو یادگار ہی ہے۔

کبھی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے ہی محبت بھرے جملے ادا فرمائے تھے کہ اے حجرِ اسود میں تم کو اس لیے چومتا ہوں کہ میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں چوما تھا۔

معلوم ہوا کہ دنوں کو منانا نہ صرف جائز ہے بلکہ عبادت اور عشاق کا وطیرہ ہے کہ وہ تقاضۂ محبت کے تحت محبوبانِ خدا سے اپنی محبتوں کا اظہار کرتے ہیں اور جو ہستی محبوبِ خدا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہو بھلا اُن کی یادوں میں گم اُن کے دیوانے اُن کی یاد کیونکر نہ منائیں گے لیکن یہ تو محبتوں کے سودے ہیں۔ عقیدت و محبت سے لبریز اعمال ہیں اور یہ نصیب والوں کا ہی مقدر ہوا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب سے

بڑھ کر باوفا ہے وہ اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کیلئے بھی پاک وصاف اور محبت کی چمک دمک سے اُجلے دلوں کا انتخاب فرماتا ہے اس کو سمجھنا کوئی مشکل بھی نہیں دیکھئے ناں کوئی بھی ذی شعور شخص یہ برداشت نہیں کرتا کہ وہ کھانے پینے کی اشیاء کو رکھنے کیلئے ناپاک برتن کا انتخاب کرے اُس کی طبیعت اور فطرت اس بات پر قائل نہیں ہوتی کہ وہ پاک وصاف چیز کو کسی گندے برتن میں ڈالے۔

اللہ اکبر! جو خلاقِ عالم ہے اُس کی عزت وعظمت، جاہ وجلال کو یہ کب روا ہے کہ کسی گندے دل میں اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیار رکھے کیونکہ قرآن کریم جیسی عظمتوں والی کتاب کیلئے پاکیزہ غلاف اور پاکیزہ جگہ کا تعین کیا جاتا ہے۔

بلا تمثیل صاحبِ قرآن کی محبت کیلئے بھی خالقِ کائنات پاکیزہ اور خلوص و وفا والے انسانوں کے دلوں کا انتخاب فرماتا ہے۔ بحمدہٖ تعالیٰ ایمان والے اپنے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے یومِ ولادت پر اللہ تعالیٰ کے اس احسان وکرم کا بھی اظہار شکر کر رہے ہوتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم پر تیرا کس قدر احسانِ عظیم ہے کہ ہمارے دلوں کو اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کے لیے پسند فرمالیا۔ یہ سب تیرا احسان ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

قارئین کرام! ایمان والوں کا شریعت مطہرہ کے مطابق اپنے آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے یومِ ولادت پر جشن منانا ہرگز ہرگز بدعت کے زمرے میں نہیں آتا۔ کیونکہ محفل میلاد کے انعقاد میں نہ تو کسی سنت ثابتہ کی خلاف ورزی ہے اور نہ کسی فعل حرام کا ارتکاب بلکہ یہ تو نعمتِ خداوندی پر اس کا شکر ادا کرنا ہے جو کہ

قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ علاوہ ازیں میلاد کا معنیٰ کسی کی ولادت کا ذکر کرنا ہے ہم میلادالنبی منا کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت اور سیرت طیبہ کا ہی ذکر کرتے ہیں اور یہ عمل یعنی ذکرِ ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قرآن کریم کی متعدد آیات کریمہ سے ثابت ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

يَآ اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ○

ترجمہ: اے لوگو تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کیلئے۔ تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت پر چاہیے کہ خوشی کریں وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔" (سورۃ یونس 57,58)

ایک اور مقام پر خالقِ کائنات جل شانہ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جلوہ گری (میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا ذکر کچھ یوں فرماتا ہے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ (3/81)

ترجمہ: اور یاد کیجئے کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ لیا کہ جو میں تم کو کتاب وحکمت عطا فرماؤں۔ اور پھر تمہارے پاس تشریف لائے وہ رسول کہ جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اُس پر ایمان لانا اور ضرور بضرور ان کی مدد کرنا۔ (پھر اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے) فرمایا کیا تم نے اقرار کیا؟ اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا۔ سب انبیاء علیہم السلام نے عرض کیا کہ ہم نے اقرار کیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا پھر تم ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں خود تمہارے ساتھ گواہوں میں شامل ہوں۔ (سورۃ آل عمران آیت نمبر 81)

مذکورہ بالا آیہ مبارکہ اور احادیث نبویہ سے بالکل واضح انداز میں میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذکر کا ثبوت موجود ہے۔ لہٰذا عُشاقانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا اپنے آقا و مولیٰ کی یاد میں ذکرِ میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم "جشنِ صبح بہاراں" منانا کسی بھی طرح بدعت نہیں کہلائے گا۔

بلکہ اس عمل کو بدعت کہنا اور محبانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر طرح طرح کے فتوے لگانا ماسوائے کم علمی اور کم عقلی کے اور کچھ نہیں۔ سوچنے کی بات ہے کہ اگر اس عمل یعنی ولادت مصطفیٰ کریم کو بطور یادگار منانا بدعت ہے تو سن عیسوی بھی تو حضرت عیسیٰ کی ولادت کی یاد ہے جبکہ سنِ ہجری ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہجرت کی یادگار ہے اور اسے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں شروع کیا گیا۔ ہاں البتہ انسانی ذہن بھی تو مختلف انداز سے سوچتا ہے لہٰذا ذہنوں میں سوال ابھرتا ہے کہ آیا موجودہ دور میں نبی محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے یومِ ولادت پر اظہار تشکر و مسرت کا جو انداز اپنایا جاتا ہے کیا آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری حیاتِ مبارکہ میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کا بھی یہی انداز ہوا کرتا تھا؟

قارئین کرام! اگر ذہن و قلب غبارِ تعصب سے اٹے ہوئے نہ ہوں بلکہ محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی جاودانی مہک سے مشکبار ہوں تو یہ کوئی ایسا پیچیدہ سوال یا گھمبیر مسئلہ نہیں کہ جس کو سمجھنا مشکل ہو۔ ہاں البتہ ساری بات عیاں ہو جانے کے بعد بھی قبول نہ کرنا اور ہٹ دھرمی پر قائم رہنا سوائے نقصِ ایمان کے اور کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایمان والے کی سوچ و فکر کو بے جا تعصب

وہٹ دھرمی سے پاک ومنزہ فرمائے۔آمین

قارئین محترم! ہر دور میں خوشی منانے کا اپنا پنا انداز رہا ہے بلکہ ہر زمانے میں ہر علاقہ میں انداز جداگانہ رہا اور ہے۔ محض دو سادہ اور عام فہم سی مثالیں پیش خدمت ہیں۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نہایت قریبی اور محبوب صحابی کہ جن پر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاص کرم نوازیوں کا سلسلہ رہا۔

وہی جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ جن کے گھر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ خندق کے موقع پر کھانا تناول فرمایا اور بہت تھوڑا سا کھانا تقریباً پندرہ سو صحابہ کرام علیہم الرضوان کو کفایت کر گیا۔

وہی خوش بخت صحابی کہ جن کے بچوں کو بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے معجزانہ طور پر زندہ فرمایا اور جن کی بکری بھی زندہ فرمائی۔

وہی جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ جن کے والدِ ذی وقار حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جامِ شہادت نوش فرما گئے مگر بہت سارا قرض آپ کے ذمہ تھا جس کی ادائیگی کے ذمہ دار اب سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے مگر آپ کے پاس قرض کی ادائیگی کے کوئی ظاہری اسباب مہیا نہ تھے۔

چنانچہ انھوں نے اپنی حاجت اُس بارگاہ بیکس پناہ میں پیش کی کہ جن کے درِ دولت سے کیا اپنے کیا بیگانے سبھی فیض یاب ہوتے رہے اور ہو رہے ہیں کہ خود خالقِ کائنات جل شانہٗ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا کہ

فَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ۔ (سورۃ الضحیٰ)

یعنی اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر کوئی سائل آپ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم کے در دولت پر اپنی فریاد لے کر حاضر ہو تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اُسے جھڑکیے گا نہیں۔ کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی کے تصدق تو ساری دنیا کو نوازہ جارہا ہے کہ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا۔(بنی اسرائیل آیت نمبر20)

ہم ہر کسی کی امداد فرماتے ہیں ان کی بھی اور اُن کی بھی یہ سب عطائیں (اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام) آپ کے رب کی ہیں اور آپ کے رب کی عطائیں کبھی ختم ہونے والی نہیں ہیں۔

لہٰذا کوئی آپ کے دربار گوہر بار سے تہی دامن جائے یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شایانِ شان نہیں۔ پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب صحابی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حاجت روائی نہ کی جاتی چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت قلیل مقدار میں جمع کردہ کھجوروں پر دعائے برکت فرمائی اور سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام قرض سے بھی سبکدوش ہوگے اور کھجوریں بھی ختم نہ ہوئیں۔ (حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلقہ ان واقعات کا تفصیلی ذکر احادیثِ مبارکہ میں موجود ہے)

یہی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن خوشبو لگائے بارگاہِ رسالتِ مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے غلام سے خوشبو لگانے کا سبب دریافت فرمایا تو عرض گذار ہوئے۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں نے شادی کرلی ہے۔

قارئین محترم! غور فرمائیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مدینہ طیبہ کے رہائشی ہیں آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی اُن دنوں مدینہ طیبہ میں ہی جلوہ فرما ہیں مگر شادی کے موقع پر اس قدر سادگی کا عالم ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بھی بعد میں خبر دی۔ یہ واقعہ ذکر کرنے کا مدعا و مقصد یہ تھا کہ اُس دور میں شادی کے موقع پر خوشی منانے کا انداز نہایت ہی سادہ ہوا کرتا تھا آج کے دور کی طرح رہائش گاہ اور پورے پورے بازار کو برقی قمقموں سے نہ سجایا جاتا اور نہ ہی کسی میرج ہال کا انتخاب کیا جاتا۔

اسی طرح حضرت سیدہ صفیہ بنت حیی بن اخطب جب غزوہ خیبر میں گرفتار ہوئیں تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو آزاد فرما کر ان کے ساتھ نکاح فرما لیا۔

جب کہ سادگی کا یہ عالم تھا کہ عام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر بھی یہ تب عیاں ہوا جب آپ کی اونٹنی پر ہودج (پردے کیلئے ڈولی نما چیز) کو رکھا گیا۔

ان دونوں واقعات کو ذہن میں رکھیں کہ آج کے دور کے مقابلہ میں اُس سنہرے دور میں شادی کے موقع پر بھی خوشی منانے کا انداز نہایت سادہ ہوا کرتا تھا۔ مگر آج اِس خوشی کے موقع پر جو کچھ کیا جاتا ہے محتاج بیان نہیں مراد یہ کہ ہر زمانے میں خوشی منانے کا انداز اپنا اپنا تھا بایں ہم جب ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہجرت فرما کر مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ پہنچے تو وہاں کے مسلمانوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ طیبہ آمد پر کس قدر والہانہ انداز میں استقبال کیا اُس کی جھلک درج ذیل حدیث مبارکہ میں ملاحظہ فرمائیں کہ اس وقت غلامانِ خیر الانام کا اندازِ خوشی کیسا تھا؟

صحیح مسلم کتاب الزہد کی حدیث الہجرہ کہ جسے حدیث الرحل بھی کہتے ہیں

میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث مبارکہ مروی جس میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے ہجرت کے کچھ واقعات منقول ہیں اُن واقعات میں یہ حصہ قابل غور ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب ہم (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت کے وقت) مدینہ طیبہ پہنچے تو لوگوں کیلئے فیصلہ کرنا مشکل تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس کے ہاں رونق افروز ہوں گے اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "اَنْزِلُ عَلٰی بَنِی النَّجَّارَ اَخْوالِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اُکْرِمُھُمْ بِذَالِکَ" میں بنونجار کے ہاں ٹھہروں گا جو ننھال ہیں (میرے جد محترم) حضرت عبدالمطلب کے اس طرح میں اُن کی عزت افزائی کروں گا۔ فَصَعِدَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ فَوْقَ الْبُیُوْتِ وَتَفَرَّقَ الْغِلْمَانُ وَالْخَدَمُ فِی الطُّرُقِ یُنَادُوْنَ یَا مُحَمَّدُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ یَامُحَمَّدُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔
(صحیح مسلم رقم الحدیث 7522)

(پھر جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے تو لوگوں کا خوش وخروش قابل دید تھا) چنانچہ ان کے خواتین وحضرات مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئے نوجوان غلام اور بچوں نے گلی کوچہ وبازار میں جلوس نکالے وہ نعرے لگا رہے تھے یا محمد یارسول اللہ، یا محمد یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)
(صحیح مسلم کتاب الزہد مطبوعہ دارالسلام ریاض سعودیہ ص 1304)

اگر خالقِ کائنات جل شانہٗ نے عقل سلیم کی دولت عطا فرمائی ہو ضد اور ہٹ دھرمی مقدر میں نہ لکھی ہو تو سمجھنا مشکل نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آمد پر جلوس نکالنا اور نعرہ رسالت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لگانا سنت صحابہ ہے۔ نیز آمد مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی میں نعتیں پڑھنا بھی اہل مدینہ کی حسین سنت ہے کہ اُن کی بچیوں نے بارگاہ رسالت مآب میں یہ خوبصورت نعت پیش کی تھی کہ

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاعِ

ان پہاڑوں کی اوٹ سے (کہ جہاں مسافروں کو وداع کیا جاتا ہے) ہم پر چودھویں کا چاند طلوع ہو گیا ہے۔

وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاعٍ

ہم پر واجب ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے کا شکر ادا کریں۔

اَیُّھَا الْمَبْعُوْثُ فِیْنَا جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ

اے وہ ذات اقدس جو ہمارے پاس تشریف لائے ہیں بے شک واجب الاطاعت شریعت لے کر آئے ہیں۔

بحمد اللہ تعالیٰ کوئی بڑے سے بڑا محقق و محدث بھی ثابت نہیں کر سکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس عمل سے اظہار ناراضگی فرمایا ہو یا آئندہ کیلئے ایسا عمل یعنی جلوس نکالنے نعرے لگانے یا نعت شریف پڑھنے سے منع فرمایا ہو۔ بلکہ یہ ثابت ہے کہ اکثر اوقات مختلف صحابہ کرام سے نعت مبارکہ سماعت فرماتے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے تو خصوصی طور پر منبر بچھایا جاتا اور انہیں نعت خوانی کا حکم دیا جاتا اور عموماً رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اُن کو اس دعاء سے نوازے کہ اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اے اللہ تعالیٰ جبریل امین کے ذریعے اس کی مدد فرما۔ اولیاءِ اُمت میں سے حضرت شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کو نعت پاک لکھنے اور پڑھنے کے صلہ میں اللہ تعالیٰ سے شفا بھی لے کر دی اور چادر مبارکہ بھی

عطا فرمائی جس کی وجہ سے اس قصیدہ کا نام ہی قصیدہ بردہ شریف پڑ گیا۔

قارئین کرام !معلم کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہِ کرم کے فیض یافتہ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ اور اُس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات کو سمجھنے اوران پر عمل کرنے والا بھلا اور کون ہوسکتا ہے۔چنانچہ شمع جمال مصطفوی کے پروانے اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دائماً ابداً کے عشق میں اس قدر رچ بسے تھے کہ اپنے معاملات میں اپنے محبوب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت سادگی کو بھی اپنائے رکھتے مگر جب بھی ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چھڑتا تو گویا جھوم جھوم جاتے۔دیوانہ وار اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تذکرے کرتے ان کا نام جپتے۔

انتہائی پیار ومحبت اور عزت وتکریم کے ساتھ اپنے محبوب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر میلاد کرتے۔آیئے اس کی ایک نورانی جھلک سے اپنے ایمان کو جلا بخشتے ہیں۔

نبیٔ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو پہلے اپنے کاشانہ اقدس میں قدم رنجہ فرمانے کی بجائے مسجد میں تشرف لے جاتے اور دو رکعت نمازِ نفل ادا فرماتے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ رسولِ محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سفر سے واپسی پر مسجد میں تشریف لائے اور دو رکعت نفل ادا فرمائے۔جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نفل ادا فرما چکے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ایک قصیدہ کہا ہے۔اجازت ہو تو پیش کروں۔حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

قل لایفضض اللہ فاکَ۔

''کہو اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو سلامت رکھے''

اس قصیدہ کے چند اشعار یہ ہیں۔

وانت لما ولدت اشرقت الارض
فضاءت بنورك الافق
فنحن فی ذلك الضیاء وفی النور
وسبل الرشاد نخترق
وردت نار الخلیل مكتما
فی صلبه انت كیف یحترق

''اے اللہ کے محبوب! جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو ساری زمین کا چپہ چپہ روشن ہوگیا اور آسمان کے کنارے بھی آپ کے نور سے جگمگانے لگے۔''

''اور ہم آپ کے اس ضیاء و نور میں ہدایت کے رستوں کو طے کررہے ہیں۔''

''آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السلام) کے لیے بھڑکائی ہوئی آگ میں تشریف لے گئے۔ ان کے صلب میں آپ کا نور تھا آگ کی کیا مجال تھی کہ ان کو جلا سکے۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ قصیدہ سن کر انکار نہ فرمایا بلکہ بہت مسرور ہوئے۔

قارئین کرام! یہ اُمت محمدیہ میں سے اللہ تعالیٰ اور اُس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کے سب سے زیادہ جویاں صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اپنے آقا و مولیٰ کی بارگاہ بے کس پناہ میں اپنی محبتوں کے پھول نچھاور کرنے کا

ایک خوبصورت انداز تھا کہ جس سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ ذکرِ میلاد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہایت ہی قابلِ تحسین اور محبوب عمل ہے کیونکہ ذکرِ میلاد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف وتوصیف بیان کی جاتی ہے۔

سنن نسائی میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کے حلقہ (یعنی جلسہ) کے پاس تشریف لائے اور فرمایا۔ مَا اَجْلَسَكُمْ یہ تم نے کیسا جلسہ کر رکھا ہے۔ قَالُوْ جَلَسْنَا نَدْعُوْ اللّٰهَ وَنَحْمَدُهٗ عَلٰی مَاهَدَانَا لِدِيْنِهٖ وَمَنَّ عَلَيْنَا بِكَ صحابہ نے عرض کیا کہ ہم یہاں بیٹھے اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے اُس کی حمد کرتے ہوئے شکر ادا کر رہے ہیں کہ اُس نے ہمیں اپنا دین عطا فرمایا اور آپ جیسا نبی ہمیں عطا فرما کر ہم پر احسان فرمایا۔ (یعنی ہم اللہ تعالیٰ کی حمد اور آپ کی تشریف آوری کے احسان کا ذکر کر رہے ہیں)

قَالَ اَللّٰهُ مَا اَجْلَسَكُمْ اِلَّا ذَالِكَ قَالُوْ اَللّٰهُ مَا اَجْلَسْنَا اِلَّا ذَالِكَ۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم اتھاؤ تمہارے اس جلسہ کا یہی مقصد تھا صحابہ کرام نے عرض کیا اللہ تعالیٰ کی قسم ہم نے یہ جلسہ اسی مقصد کے لئے کیا ہے۔ قَالَ اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَّكُمْ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہم نے تم سے اس لیے قسم نہیں لی کہ تم پر کوئی الزام تھا یا کوئی شکائت تھی بلکہ وَاِنَّمَا اَتَانِیْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاَخْبَرَنِیْ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُبَاهِیْ بِكُمُ الْمَلَائِكَةِ۔ میرے پاس جبریل امین علیہ السلام آئے تھے انہوں نے مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے تمہارا ذکر فرما کر اظہار فخر فرما رہا

ہے (کہ فرشتو دیکھو میرے بندے کتنا اچھا کام کر رہے ہیں)

(سنن نسائی رقم الحدیث 5426 مطبوعہ ریاض سعودیہ)

معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کے موضوع پر جلسہ کرنا سنت صحابہ بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب عمل بھی۔ اسی طرح خود حضور سید دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنا میلاد منایا یعنی منانے کا حکم دیا۔ چنانچہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم عَنْ صَوْمِ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ فَقَالَ فِیْہِ وُلِدْتُ وَفِیْہِ اُنْزِلَ عَلَیَّ وَحْیٌ۔

(راوہ مسلم، کتاب الصیام)

''حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پیر کے (دن) روزہ رکھنے کا سبب پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس دن میں پیدا ہوا اور اس دن ہم پر وحی کی ابتداء ہوئی۔'' سبحان اللہ تعالیٰ غور فرمایئے یوم میلاد منانے کی دلیل اس سے بڑھ کر اور کون سی ہو سکتی ہے۔

اللہ ربّ العزت کی طرف سے ذکر میلاد یعنی نعت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیان کرنے کا ایک اور انداز یہ بھی ہے کہ ربّ کریم نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام ہی محمد اور احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رکھے جن کے معنی ومفہوم ہی تعریف کرنے والا یا بہت زیادہ تعریف کیا گیا۔

تو ظاہر ہے کہ جب بھی کوئی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اسم ذی شان محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) لے گا تو خود بخود نعتِ مصطفیٰ بھی بیان ہو

جائے گی اور نام لینے اور سننے والے پر واجب ہوگا کہ وہ درود وسلام بھی پڑے گویا اسم گرامی لیتے ہی نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی ہوگئی اور درود سلام بھی ہوگیا۔ اور یہی کچھ محفل میلاد میں ہوتا ہے اس جگہ یہ بات بھی دل چسپی سے خالی نہ ہوگی کہ کفار مکہ کی چونکہ مادری زبان ہی عربی تھی وہ لفظ محمد (یعنی بہت زیادہ تعریف کیا گیا) کا معنی بھی سمجھتے تھے اس لئے انہوں نے مشورہ کیا کہ جب ہم ان کو محمد کہہ رہے ہیں تو اُن کے عیب کس طرح بیان کر سکتے ہیں یہ تو خود اپنے آپ کو جھٹلانا ہے کیونکہ جو ''محمد'' ہو وہ عیب والا نہیں ہوسکتا چنانچہ اُن بدبختوں نے مُذَمَّم یعنی بہت مذمت کیا گیا کہہ کر گالیاں بکنا شروع کر دیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے بارگاہِ اقدس میں عرض کیا کہ کفار مذمم کہہ کر گستاخیاں کر رہے ہیں یہ سن کر رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمیں اُن کی گالیوں سے محفوظ فرمالیا ہے وہ کسی ''مُذَمَّم'' (یعنی عیب والے قابل مذمت) کو گالیاں بکتے ہیں جبکہ ہم ''محمد'' (یعنی بے عیب بہت زیادہ تعریف کئے گئے) ہیں۔ سبحان اللہ تعالیٰ! خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبان وحی ترجمان سے بیان فرمودہ اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ جو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذاتی اسم ذی شان ''محمد'' صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لیتا ہے وہ چاہے یا نہ چاہے نعت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیان ہو ہی جاتی ہے۔

میلاد النبی ﷺ پر اظہار خوشی کرنے پر انعام:

صحیح بخاری میں حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی جسے اُس نے رسولِ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے موقع پر خوش ہو کر آزاد کر دیا تھا ثویبہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ

بھی پلایا تھا ابولہب کے مرنے کے بعد اسے اس کے بعض اہل (یعنی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے بڑی بری حالت میں دیکھا تو اُس سے پوچھا کہ بتا مرنے کے بعد تیرا حال کیسا رہا۔ ابولہب نے کہا کہ تم سے جدا ہو کر میں نے ذرا بھی سکون نہ پایا۔ (مسلسل مبتلاءِ عذاب ہوں) البتہ سوائے اس کے کہ میں تھوڑا سا سیراب کیا جاتا ہوں اس جگہ (یعنی اس انگلی) سے اس لئے کہ میں نے ثویبہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں آزاد کیا تھا۔

(صحیح بخاری کتاب النکاح رقم الحدیث 5101 مطبوعہ ریاض سعودیہ)

اس کی شرح بیان فرماتے ہوئے شارح بخاری علامہ امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

امام سہیلی نے ذکر کیا کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابولہب مر گیا تو میں نے ایک سال بعد اسے خواب میں دیکھا کہ وہ بہت برے حال میں ہے اور کہہ رہا ہے کہ تم سے جدا ہونے کے بعد مجھے کوئی راحت نہ ملی ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ ہر پیر کے دن مجھ پر سے عذاب کی تخفیف کی جاتی ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ اس لیے ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پیر کے دن ہوئی تو ثوبیہ نے ابولہب کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشخبری سنائی تو ابولہب نے اس کو اس خوشی میں آزاد کر دیا۔

اسی حدیث کو علامہ امام بدرالدین عینی حنفی نے بھی عمدۃ القاری شرح بخاری میں نقل فرمایا ہے۔

نیز شیخ محمد بن عبدالوہاب نے مختصر سیرت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں بھی اسے پوری تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے اور اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

علامہ ابن جوزی نے فرمایا جبکہ یہ ابولہب کافر تھا۔ جس کے کفر پر قرآن کریم گواہ ہے اگر اس کو حضور نبی کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی میں یہ فائدہ پہنچا تو وہ جو موحد مسلمان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اُمتی ہے اس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی منانے میں کس قدر کتنا عظیم فائدہ ہوگا۔

(ملاحظہ ہو مختصر سیرۃ الرسول صفحہ نمبر 13 تالیف عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب مکتبہ سلفیہ شیش محل روڈ لاہور)

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اس واقعہ میں میلاد شریف کرنے والوں کی روشن دلیل ہے جو سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شب ولادت میں خوشیاں مناتے ہیں اور مال خرچ کرتے ہیں یعنی ابولہب کافر تھا جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی اور لونڈی کے دودھ پلانے کی وجہ سے انعام دیا گیا تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں محبت سے بھرپور ہو کر مال خرچ کرتا ہے اور (ذکر) میلاد شریف کرتا ہے۔

آدابِ محافلِ میلاد:

ہاں البتہ چاہیے کہ محافلِ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غیر شرعی رسومات سے مکمل طور پر پاک ہوں۔

کیونکہ غیر شرعی افعال اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی کے موجب بنتے ہیں۔

جب کوئی اپنے کسی دنیاوی محبوب کی ناراضگی مول لینے کو تیار نہیں تو پھر یہ کیسا دعویٰ محبت ہے کہ ہم اپنی عقیدت ومحبت کے مرکز اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو ناراض کریں۔ معاذ اللہ تعالیٰ۔ نیز اس موقع پر مال خرچ کرنے کا مقصد و مدعا محض اور محض اللہ تعالیٰ اور اُس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی رضا ہو نہ کہ مقابلہ بازی یا دکھلاوا۔ اس مبارک موقع پر خواتین کو بے پردہ گھومنے اور مردوں کے ساتھ اختلاط سے بھی روکا جائے۔

میلادالنبی کے جلوس میں شرکت کے آداب:

جشنِ صبح بہاراں کے موقع پر جلوس میں باوضو شرکت کی کوشش کی جائے اور اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتوں کے حصول کیلئے گھر گھر میں محافلِ درودسلام کا خصوصی طور پر اہتمام کیا جائے۔

علماء کرام کا فرضِ منصبی:

علمائے ذی شان، واعظین، خطباء اور مبلغین حضرات اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے ایسی محافل میں مستند اور باحوالہ گفتگو فرمائیں۔ لیکن معترضین حضرات سے بھی گذارش ہے کہ اپنا قبلہءِ ایمان درست فرمائیں جوسرے سے ہی یومِ ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو غیر شرعی کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ بلکہ بدعقیدگی کا زہر اُگلتے والے نام نہاد سکالر میڈیا پر آ کر اس کو پستی ذوق تک قرار دیتے ہیں۔ (معاذ اللہ تعالیٰ) اور ایسے گھما پھرا کر اپنے نظریات پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ لوگ تذبذب کا شکار ہو جائیں۔ لوگوں کے ذہنوں کو پراگندہ کرنے والے ایسے پڑھے لکھے جہلا ہی یومِ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر خوشیاں منانے کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ سیرت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام سے جلسہ کرنے والے بھی تو سیاہ کپڑے پہن کر جلسہ نہیں کرتے وہ بھی اظہار خوشی کرتے

ہوئے خوبصورت لباس پہنتے ہیں۔ سٹیج سجاتے ہیں بن ٹھن کر سیرت کے جلسہ میں شریک ہوتے ہیں کھانے تقسیم ہوتے ہیں اگر غور کیا جائے تو اصطلاحی طور پر میلادِ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مراد اللہ تعالیٰ کی حمد، نبی محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے محاسن ومحامد کا تذکرہ، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ کا بیان (نظم ونثر دونوں صورتوں میں) شامل ہے۔ آپ اس جلسہ کو سیرت النبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا نام دے دیں، محفلِ حمد ونعت کہہ لیں، محفلِ نعت یا محفلِ ذکر میلاد مصطفیٰ یا جشن عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہہ لیں بات تو ایک ہی ہے۔ جس طرح بعض لوگ لفظ قل سے چڑتے ہیں کہ کسی کے فوت ہونے پر ''قل'' نہ پڑھیں قرآن خوانی کروالیں تو کوئی اعتراض نہیں۔ کھانا بھی کھالیں تب بھی اعتراض نہیں۔

حالانکہ ''قل'' سے مراد بھی تو سورۃ اخلاص یعنی قل ھواللہ احد پڑھنا ہی ہے جس طرح کوئی کہہ دے کہ یٰسین پڑھو یا الحمد للہ پڑھو اسی طرح قل شریف پڑھنے یا قل شریف کا ختم دلانا سے مراد یہ ہے کہ حدیثِ پاک کے مطابق تین مرتبہ قل ھواللہ احد (آخر تک) پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ پورے ختم قرآن کریم کے برابر ثواب عطا فرما دیتا ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ قُل پڑھ لو۔ بعض لوگ اس کو بدعت کہتے ہیں اور قرآن خوانی کو جائز بلکہ بہت ثواب کا عمل کہتے ہیں۔ خود فیصلہ کیجئے کیا سورۃ اخلاص قرآنِ کریم نہیں ہے؟

یعنی بات تو ایک ہی ہے صرف نام پر اعتراض ہے حالانکہ میلاد النبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) صحاح ستہ کی مشہور معتبر کتاب جامع ترمذی کا مستقل باب ہے جبکہ سیرت النبی یا محفل حمد ونعت کے الفاظ کتب صحاح سے ثابت نہیں ہیں لیکن ہم ان پر بھی اعتراض نہیں کرتے کہ کام اور مقصد تو ایک ہی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی حمد اور نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ سے دعا ہے کہ وہ قادر مطلق کہ جس نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ یبنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم اے اولادِ یعقوب میری اُن نعمتوں کا تذکرہ کرو جو میں نے تم کو عطا فرمائیں اور جس نے ہمارے کریم آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ فاما بنعمۃ ربک فحدث۔ اپنے رب کی نعمتوں کا خوب خوب چرچا کرو۔ جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اُمتیوں کے لئے فرمایا کہ قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا ھو خیر مما یجمعون۔ اے محبوب اپنے اُمتیوں سے فرمادو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت کے ملنے پر خوب خوب خوشیاں منایا کرو اور یہ بہتر ہے اُس سب کچھ سے جو تم جمع کرتے ہو۔

وہ قادر مطلق ہم ناچیز وحقیر بندوں کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھے اور ہمیں اس انداز سے یہ دن منانے کی توفیق عطا فرمائے کہ جسے وہ خود پسند فرماتا ہے اور وہ ہمیں ہر اُس عمل سے محفوظ رکھے جو اس کے حضور مردود ہے ہم اس کریم پروردگار کے حضور سراپا عجز وانکساری سے ملتجی ہیں کہ وہ اس عبدِ ناچیز وحقیر اور اس کے سب احباب کو شرِ شیطان، شرِ انسان اور شرِ نفس سے اپنی عظیم پناہ میں رکھے اور بروز حشر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت مقدر فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

بجاہ نبی الکریم الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم واصحابہ اجمعین وبارک وسلم۔

محتاج رحمت رب غفور

سید محمد سعید الحسن حفظہ اللہ تعالیٰ فی الدارین

20 صفر المظفر 1434ھ

(13,1/13)

حقیقت کیا ہے؟

اس کتاب کے حوالہ سے

س:......کیا کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا یوم میلاد منایا؟

ج:......جی ہاں منایا بلکہ ہر ساتویں دن منایا اور روزہ رکھ کر منایا۔(ملاحظہ ہو ص 33)

س:......کیا دن منانا قرآن کریم سے ثابت ہے؟

ج:......جی ہاں اس کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا اور اس کی تفسیر صحابہ کرام سے ثابت ہے۔

(ملاحظہ ہو ص 12)

س:......نعمت ملنے پر روزہ رکھ کر دن منانا تو چلو سنت سے ثابت ہے مگر یہ جلوس نکالنا نعرے لگانا خوشی منانا کہاں سے ثابت ہے؟

ج:......قرآن وسنت سے ثابت ہے۔اللہ تعالیٰ نے خوشی منانے کا حکم دیا۔

(ملاحظہ ہو ص 39)

نیز ہجرت مدینہ کے وقت اہل مدینہ نے جلوس نکال کر، نعتیں پڑھ کر نعرے لگا کر اظہار خوشی کیا۔اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو منع نہ فرمایا۔

(ملاحظہ ہو ص 29-28)

س:......حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے بھی انبیاء گزرے ہیں کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کا یوم میلاد منایا۔

ج:......جی ہاں جمعۃ المبارک کا دن حضرت آدم علیہ السلام کا یوم میلاد ہے جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے منایا اور ہمیں منانے کا حکم دیا۔(ص 13)

س:......یہ یادگاریں منانا تو ہندوں کا طریقہ ہے تم کیوں مناتے ہو؟

ج:......یہ جملہ سخت گناہ کا جملہ ہے اس سے توبہ کریں۔حج سارے کا سارا اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کی یادگار ہی تو ہے اسی طرح قربانی بھی۔(ص 21)

حقیقت کیا ہے؟ اس کتاب کے حوالہ سے

س:......حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت تو پندرہ سو سال پہلے ہوئی تم آج بھی یوم میلاد کہتے ہو؟

ج:......یہ قرآن وسنت سے ثابت ہے جمعہ کو اس لئے جمعہ کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کی مٹی اس دن جمع کی گئی تھی وہ عمل تو ایک مرتبہ ہوا مگر آج تک اسے یوم الجمعہ کہا جاتا ہے۔(ملاحظہ ہو ص 16)

س:......چلو ایک آدھ دن تو ہوا تم سارا ماہ بلکہ سارا سال مناتے رہتے ہو۔

ج:......یہ سارے ہی مناتے ہیں صحابہ بھی مناتے تھے۔(ملاحظہ ہو ص 32)

آج بھی عظمت مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار کے جلسے بھی ہوتے ہیں جلوس بھی نکلتے ہیں نعرے بھی لگتے ہیں اور سارا سال منایا جاتا ہے بس نام بدل لیا جاتا ہے۔(ملاحظہ ہو ص 11)

س:......لفظ میلاد النبی تمہاری اپنی ایجاد ہے کہیں سے ثابت نہیں؟

ج:......ثابت ہے صحاح ستہ کی مشہور کتاب جامع ترمذی کا پورا باب اسی نام سے ہے۔

س:......اسی دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت ہوئی تھی۔تم غم کیوں نہیں مناتے؟

ج:......غم تو شاید تم بھی نہیں مناتے ہوگے اور منانا بھی نہیں چاہیے۔حضرت آدم کا یوم میلاد اور یوم وصال ایک ہی ہے جبکہ اس دن کو کبھی بطور غم نہیں منایا جاتا۔(ملاحظہ ہو ص 14)

س:......اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تو دو عیدیں بتائیں تم نے کئی بنالیں؟

ج:......نہیں ایسے نہیں جمعتہ المبارک کو بھی عید کہا گیا۔یوم عرفہ کو بھی عید کہا گیا نزول نعمت کے دن بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ کی زبان سے بغیر تردید کے عید قرار دیا۔

(ملاحظہ ہو صفحات 20-13-12)

س:......ایسے موقع پر چراغاں کرنا جھنڈے لگانا کہاں سے ثابت ہے کیا صحابہ سے ثابت ہے؟

ج:......صحابہ نے تو مساجد کے مینار اور محراب بھی نہیں بنوائے تھے۔(ملاحظہ ہو ص 5)

آج یہ عمل سارے کرتے ہیں جھنڈے بھی لگاتے ہیں مگر اپنی پارٹی کے، اور چراغاں بھی کرتے لیکن اپنے بچوں کی شادی کے موقع پر، بس یہ تو مقدر کی بات ہے۔کوئی اپنی پارٹی اور اولاد کی خوشی مناتا ہے کوئی آمدِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی۔

پیر طریقت سید سعید الحسن شاہ صاحب کی دیگر تصنیفات

مرکزی دفتر

گلشن سعید مانانوالہ نزد پرانی چونگی شیخوپورہ روڈ فیصل آباد

041-8759266 www.noorulhudafoundation.com

Hizbul Islam Printers 0300-6689936

Design Studio 0300-8684810